تعارف و تبصرہ

سیرت امام ابو حنیفہ۔

تالیف: پروفیسر حکیم سید علی احمد عباسی۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ علیگ فاضل اسلامیات۔

ناشر: مکتبہ محمود ۲۶ - ۱ بی۔ ایریا لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

صفحات: ۲۲۴ - قیمت: غیر مجلد (نیوزپرنٹ): تین روپے۔

اسلامی فقہ کے چاروں مذاهب میں سے جو قبول عام فقہ حنفی کو حاصل وا اس کے متعلق کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ خود همارے ملک کی غالب کثریت اسی فقہی مسلک سے وابستہ ہے۔ یہ قبول عام کچھ یوں هی حاصل ہیں ہوگیا۔ بلکہ یہ اس فقہ کے بانی کی ذهانت، لیاقت، قرآن و حدیث کی ہری بصیرت، اخلاص اور انتھک محنت کا نتیجہ تھا۔ اور ان هی اعلی خصوصیات ، وجہ سے الهیں اسلامی تاریخ میں امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ کن افسوس کا مقام ہے کہ ان کی سیرت پر ابھی تک کوئی ایسی مستند ئتاب نہیں لکھی گئی جو زمانہ جدید کے معیار تحقیق پر پوری اترتی ہو۔ ن کی سیرت کے بارے میں جو کتابیں بھی لکھی گئی هیں ان میں کوئی نہ کوئی ایسا تاریخی واقعہ درج ملتا ہے جو عقلاً و نقلاً ناقابل قبول معلوم هوتا ہے۔

اردو زبان میں علامہ شبلی کی سیرت نعمان اور علامہ مناظراحسن گیلانی ن کتاب ”امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی“ خاصی مشہور هیں اور ان کے ئی کئی ایڈیشن نکل چکے هیں۔ حال هی میں مصری عالم شیخ ابو زهرہ ن سیرت امام ابو حنیفہ کا اردو ترجمہ بھی شائع هوا ہے۔ لیکن علمی تحقیق ے معیار کے مطابق اس کا درجہ علامہ شبلی کی سیرت نعمان سے بھی کمتر

ہے اور ابھی تک امام صاحب کی زندگی کے دو اہم واقعات ''اسلامی قانون کی غیر سرکاری تدوین،، اور امام صاحب کی قید و بند کا واقعہ تاریخی تحقیق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب اگرچہ امام صاحب کی سیاسی زندگی کے متعلق چند مشہور واقعات کی تردید کے لئے لکھی گئی ہے لیکن اسی ضمن میں آپ کی زندگی کے مذکورہ بالا دو واقعات پر بھی مختصر بحث آگئی ہے۔ یہ مختصر بحث بہت دلچسپ ہے اور قاری کو نہ صرف مزید علمی تحقیق پر مجبور کرتی ہے بلکہ امام صاحب کی ایک مستند سیرت مرتب کرنے کی ذمہ‌داری کا احساس بھی دلاتی ہے۔

سیاسی مشاغل کی تردید:

امام صاحب کی سیرت پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں امام صاحب کی سیاسی زندگی کی جھلک بھی ضرور دکھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ نہ صرف عملی سیاست میں حصہ لیتے تھے بلکہ حکومت وقت کے خلاف اٹھنے والی سیاسی تحریکوں کی مالی مدد بھی فرماتے تھے۔ اس کے برعکس مصنف موصوف تاریخی تحقیق سے اسے غلط ثابت کرتے ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے:

''حضرت امام اعظم کو سیاسی ہنگاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ دینی اور علمی ماحول میں ساری عمر بسر کی۔ احکام شریعت کی متابعت میں اور اپنے اساتذہ کرام خصوصاً حضرت عطا بن ابی رباح کے مسلک و موقف کے اعتبار سے جو حضرت ابن عباس کے شاگرد رشید تھے امام صاحب پوری طرح جماعت سے وابستہ رہے (صفحہ ۷)۔

اس بارے میں امام صاحب کا اپنا فتوی یہ تھا:

''اذا سمع الامام ان قوما یدعون الی الخروج فعلیه ان ینبذ الیهم عهدهم

و يمسكهم حتى يظهروا توبة۔ فاذا صارلهم فئة يرجعون اليها يقتل مقاتلهم و يجهز جريحهم و يقتل اسراهم كما يقتل الكفار،، ۔ (السهم المصيب فی الرد علی الخطیب مطبوعه دیوبند صفحه ۴۷، ۴۸) ۔

ترجمه : اسلامی حکمراں سنے که کچھ لوگ خروج کی طرف دعوت دیتے ھیں تو اس کا فرض ھے که ان کا عہد انہیں لوٹا دے (یعنی ان کے شہری حقوق منسوخ کردے) اور انہیں قید کرے تا آنکه وہ توبه کریں ۔ اب اگر ان کا کوئی جتھه بن گیا ھو جو ان کی حمایت کرے تو ان میں سے جو لوگ مقابله پر آئیں انہیں قتل کرےاور ان کے زخمیوں کو مار ڈالے اور ان میں سے جو گرفتار ھوجائیں انہیں ایسے ھی قتل کرے جیسے کافروں کو قتل کیا جاتا ھے ۔ (صفحه ۵۵) ۔

مصنف اپنے دعوے کی بنیاد اس امر پر رکھتے ھیں که کیا یه ممکن ھے که اس سخت فتوی کی موجودگی میں امام صاحب حکومت کی مخالف تحریکوں کی اعانت فرمائیں ۔ اور پھر مزید یه که اگر امام صاحب ایسی مخالف تحریکوں کو ایسا ھی حق پر سمجھتے تھے که ان کے خروج کو غزوہ بدر سے مشابه سمجھتے تھے تو صرف مالی اعانت پر ھی اکتفاء کیوں کیا ۔ اسے تسلیم کرنے سے آپ کے کردار پر کوئی خوشگوار اثر نہیں پڑتا ۔ مصنف کے الفاظ میں ''اگر ایک شخص کو اطمینان ھو که جان دیکر الله کے ھاں اس کا شمار بدر کے غازیوں اور شہیدوں میں ھوگا تو اسے تو اس معرکے میں حضرت زید کے پہلو به پہلو لڑنا تھا ۔ یه کیا بات ھوئی که کچھ مال دے کر گھر بیٹھ رھے ۔ خدا اور رسول کے نام پر جو بیعت امیرالمومنین سے کی تھی اسے بھی توڑا اور حاصل یه ھوا که نه غازیوں میں رھے اور نه شہیدوں میں ۔ امام صاحب جیسے اعلم و اتقی کے متعلق ابوزھرہ اور دوسرے لوگوں کی بیان کردہ یه روایت ھیچ محض ھے اور کسی درجه میں اسے قبول نہیں کیا جاسکتا،، (صفحه ۵۴)

اسی طرح سے حکومت کے خلاف اٹھنے والی تمام تحریکوں سے امام صاحب کو بالکل لاتعلق ثابت کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۶۸، ۷۰، ۷۸)

قید و بند کا واقعہ :

امام صاحب کو حکومت کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں ملوث دکھانے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کو قید خانہ میں محبوس دکھایا جائے ۔ اس واقعہ کو اتنی دفعہ دھرایا گیا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت بن گیا ۔ اور امام صاحب کی سیرت پر لکھی جانے والی کوئی کتاب اس سے خالی نہیں ۔ فاضل مصنف تاریخی تحقیق سے اس واقعہ کی تردید کرتے ہیں ۔ مثلاً آپ کے قریبی زمانے کے مورخ علامہ طبری ہیں ۔ انھوں نے امام صاحب کے بارے میں تین روایات نقل کی ہیں لیکن ان میں امام صاحب کی قید، یا ان کو کوڑے مارنے یا زہر دینے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا گیا ۔ بلکہ اس کے برعکس آپ کو ۱۴۹ھ یعنی وفات سے ایک سال قبل تک خلیفہ منصور کے سب سے اہم منصوبے تعمیر بغداد کی نگرانی کرتے دکھایا گیا ہے ۔ وکان ابو حنیفۃ المتولی لذلک حتی فرغ من استتمام بناء حائط مما یلی الخندق وکان استتمامه فی سنة ۱۴۹ھ ۔ راوی کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس کام کے متولی رہے یہاں تک کہ شہر کی وہ فصیل مکمل ہوگئی جو خندق سے ملحق تھی اور یہ تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی (صفحہ ۵۱، ۱۳۴، ۱۷) اور اگلے سال آپ کی وفات ہوئی ۔ اسی طرح دوسرے مشہور مورخ مسعودی کے حوالے سے بھی یہی نقل کرتے ہیں کہ آپ کی وفات جیل سے باہر فطرتی حالت میں ہوئی تھی (۱۳۸) ۔

یہی نہیں بلکہ امیر المومنین منصور نے آپ کو سرکاری اعزازات کے ساتھ اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کرایا ۔ (ایضاً) حالانکہ اگر انھیں امام صاحب سے کوئی سیاسی عناد ہوتا تو انھیں اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کرانا تو کجا ان کا سر قلم کرنے سے بھی گریز نہ کرتے جیسا کہ وہ سادات میں سے

حکومت کے خلاف خروج کرنے والوں کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ اور نہ ھی امام صاحب کے ان شاگردوں کو حکومت کے اعلی عہدے سونپے جاتے جن کی وجہ سے حنفی فقہ نے نہ صرف یہ کہ ترقی کی بلکہ تمام اسلامی دنیا میں اس کی اشاعت کا بندوبست ہوگیا۔

تدوین فقہ :

تدوین فقہ کے بارے میں امام صاحب سے جو تفصیلات منسوب کی جاتی ھیں مصنف نے ان کا بھی مختصر سا جائزہ لیا ھے۔ اس سلسلے کی سب سے مشہور روایت کے مطابق امام صاحب نے ایک غیر سرکاری مجلس قانون ساز بنائی تھی جس نے تیس برس کے اندر قانون اسلام کو مدون کیا اور پچاس برس کے اندر خلافت عباسیہ میں اس کو سرکاری حیثیت حاصل ہوگئی (صفحہ ۱۱۰) لیکن اس مجلس کے ارکان میں آپ کے جن شاگردوں کے نام لئے گئے ھیں بعض کی تو پیدائش اس وقت ہوئی ھے جب یہ مجلس اپنا کام شروع کرچکی تھی۔ مثلاً اگر ۱۳۰ھ میں امام صاحب کو قید میں تصور کیا جائے تو اس کام کی ابتداء ۱۱۰ھ میں ہوئی ہوگی جبکہ اس مجلس کے ایک اھم رکن یحیی بن زکریا کی پیدائش ۱۲۰ھ میں ہوتی ھے اور دوسرے اھم رکن امام محمد جن کے طفیل فقہ حنفی ہم تک پہنچی ھے ۱۳۵ھ میں پیدا ہوتے ھیں۔ شبلی جیسے محقق نے اس تضاد کی طرف صرف معمولی سا اشارہ کیا ھے۔ لیکن فاضل مصنف نے مختصراً ھی سہی اس تضاد کو عمدگی سے دور کرنے کی کوشش کی ھے۔ وہ اس موضوع کی روایات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ھیں کہ ان روایات میں یہ کہیں نہیں لکھا ھے کہ امام صاحب کے شاگرد آپ کے سامنے بیٹھ کر حنفی فقہ کی تدوین کرتے تھے۔ بلکہ ان روایات میں صرف اتنا کہا گیا ھے کہ امام صاحب کے اجلہ تلامذہ جنہوں نے فقہ اسلام پر کتابیں لکھیں وہ یہ حضرات تھے اور ظاھر ھے کہ یہ سب کام امام صاحب کی وفات کے بعد ہوا۔

(صفحہ ۱۱۱) اور پھر اسی کے مطابق امام صاحب کی طرف منسوب مختلف کتابوں کے بارے میں تفصیلی وضاحت کرتے ھیں مثلاً آپ کی طرف منسوب کتاب الآثار کی بابت لکھتے ھیں :

،،کتاب الآثار کے نسخوں میں امام زفر، امام ابویوسف، امام محمد، امام حسن ابن زیاد لؤلؤی کے نسخے زیادہ مشہور ھیں ۔ ان کے مطالعے سے صاف ظاھر ھوتا ھے کہ ان میں سے ھر بزرگ نے اپنے حفظ، اپنے ادراک اور اپنے فقہی رجحان کے مطابق امام اعظم کی مرویات مدون فرمائی ھیں ۔ اس طرح یہ تصانیف ان بزرگوں کی ھیں نہ کہ امام صاحب کی۔ ان میں سب سے اھم امام محمد کی کتاب الآثار ھے،، (صفحہ ۱۱۱) ۔

یہ عجیب اتفاق ھے کہ کتاب کے مصنف جدید تعلیم یافتہ ھیں لیکن کتاب کا اسٹائل خاصا روایتی طرز کا ھے۔ تاھم اس کتاب میں امام صاحب کی سیرت کے بارے میں جو نیا تاریخی مواد سامنے لایا گیا ھے امام صاحب کی محبت کا دم بھرنے والے ھر شخص کو اس کا مطالعہ کرنا چاھئے۔ اس کے ساتھ ھی یہ کوشش ھمیں اس بات کا بھی احساس دلاتی ھے کہ زمانہ جدید کے معیار تحقیق کے مطابق امام اعظم کی ایک مستند سیرت مرتب کرنے کا کام ابھی تک امت کے ذمے واجب ھے۔

(رفیع اللہ)

اخبار و افکار

وقائع نگار

۲۰ جولائی: ایم - اے قیوم ڈسکوی ڈائرکٹر کرسچین اسٹیڈی سینٹر راولپنڈی اپنے ایک اسٹاف ممبر مسٹر جان سلاسپ کے ھمراہ ادارہ میں تشریف لائے اور ڈائرکٹر سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ ملاقات میں مذھبی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

۲۰ جولائی: برمنگھم یونیورسٹی انگلینڈ کے ڈاکٹر جے۔بی ٹیلر نے ادارے کی زیارت کی۔

۲۷ جولائی: جناب شیخ محمود احمد نے رفقائے ادارہ کے جلسہ میں ربا کے موضوع پر بالتفصیل اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ معاشیات کی روشنی میں انھوں نے مسئلے کےمختلف پہلوؤں کا بھر پور جائزہ لیا۔ ان کی تقریر سننے سے اندازہ ھوتا تھا کہ ان کے خیالات طویل اور گہرے غور و فکر کا نتیجہ ھیں۔ انھوں نے اس نکتے پر خاص زور دیا کہ جب تک سوسائٹی میں ربا موجود ھے بیکاری کا مسئلہ حل نہیں ھوسکتا۔ انھوں نے اپنی تحقیق سے بلا سود بینکنگ کا ایک ایسا فارمولا دریافت کیا ھے جو سودی کاروبار ھی کی طرح خود کار ھوگا مگر اس میں سودی لین دین کی ضرورت نہیں ھوگی۔ شیخ صاحب نے اس فارمولے میں وقت کو سود کا بدل بنا کر مسئلے کا حل تلاش کیا ھے۔ ربا کے مسئلے پر شیخ صاحب کے نتائج فکر کتاب کی صورت میں منظر عام پر آنے والے ھیں۔

---

۳۱ جولائی: سید فضل احمد شمسی رکن ادارہ نے "شام ھمدرد" کی ایک تقریب میں "ابن تیمیہ صاحب السیف والقلم" کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ مقالے میں موضوع کے دونوں ھی پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی۔ فاضل مقالہ نگار نے واقعات کی روشنی میں بتایا کہ ابن تیمیہ کس طرح زندگی بھر تلوار اور قلم کے ذریعہ مصروف جہاد رہے۔

---

۴ اگست: مولانا عبدالرحمن طاھر سورتی رکن ادارۂ تحقیقات اسلامی نے "سنہ" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ مولانا نے بتایا کہ تعلیمات قرآن کے مطابق معاشرہ کی تشکیل رسول اللہ کی سنت ہے آپ کا۔ یہ عمل (تشکیل معاشرہ) حکمت و موعظت پر مبنی ھوتا تھا اور اس میں زمانہ کے حالات و مقتضیات کی رعایت ملحوظ رھتی تھی۔ ایسے تمام مسائل جن میں قرآن مجید کوئی واضح حکم نہیں دیتا آپ کی سنت باھمی مشاورت تھی۔

---

۴ - ۵ اگست: سیدو شریف (سوات) میں پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن کی نویں سالانہ کانفرنس منعقد ھوئی جس میں احمد خان اسسٹینٹ لائبریرین ادارۂ ھذا نے شرکت کی اور ایک مقالہ بعنوان "دینی مدارس کے کتبخانوں کی تنظیم نو" پیش کیا۔

---

۱۱ اگست: ڈاکٹر عبدالواحد ھالے پوتا نے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے مستقل ڈائرکٹر کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھال لی۔ ڈاکٹر صاحب گزشتہ بیس سال سے سندھ یونیورسٹی میں بیک وقت شعبہ تقابل ادیان اور شعبہ علوم دین کے پروفیسر اور صدر رہے ھیں۔ عربی اور مسلم ھسٹری کے شعبے بھی کچھ سال کے لئے ان کے پاس رہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز یونیورسٹی آف سندھ کے ڈائرکٹر

کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے، اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد کے ڈائرکٹر بھی رہے۔ حال ہی میں سندھ یونیورسٹی نے ڈاکٹر صاحب کا انتخاب نیشنل پروفیسر کے لئے کیا ہے۔

سندھ یونیورسٹی میں آنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب سیلون یونیورسٹی میں صدر شعبہ عربی و فارسی کے منصب پر فائز تھے۔ ڈاکٹر صاحب اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن رہ چکے ہیں اور ادارہ تحقیقات اسلامی سے بھی ان کو دیرینہ تعلق رہا ہے۔

ڈاکٹر ھالے پوتا کے فکر میں قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہے۔ انھوں نے مشرق و مغرب دونوں ہی کے علمی سرچشموں سے اکتساب فیض کیا۔ دینی مدرسہ کے باقاعدہ فارغ التحصیل ہیں۔ عربی میں آنرز اور ایم۔اے کیا۔ آکسفورڈ سے علوم اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ (D. Phil.) کی ڈگری حاصل کی۔ بیک وقت انھیں کئی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ انگریزی عربی فارسی اردو سندھی میں مہارت رکھتے ہیں۔ قدیم و جدید درسگاہوں میں علوم عربیہ کی تدریس میں مشغول رہے۔ استاذ کی حیثیت سے طلباء میں بڑے ہردلعزیز رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو حجۃ اللہ البالغہ اور شاہ ولی اللہ کی دوسری تصانیف پڑھانے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ وہ ایک عرصے سے سندھ یونیورسٹی میں ریسرچ کے کام کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کی نگرانی میں آٹھ اسکالرز کو پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری مل چکی ہے اور پندرہ آدمی بالفعل مصروف تحقیق ہیں اور ان میں سے سات کے مقالے قریب التکمیل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کے بہت سے تحقیقی مقالے دنیا کے مؤقر جرائد میں شائع ہوچکے ہیں، کئی کتابیں ایڈٹ کیں اور ان پر تبصرے لکھے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے بین الاقوامی کانفرنسوں کے سلسلہ میں دنیا کے تقریباً تمام اہم ملکوں کا دورہ کیا ہے۔ ان دوروں میں انہیں دنیا کی بڑی بڑی درسگاہوں اور اعلیٰ علمی اداروں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اور وہاں کے اہل علم سے متعارف ہوئے۔

مطبوعات ادارہ تحقیقات اسلامی

۱ - کتب

	بیرونی ممالک کے لئے	پاکستان کے لئے
Islamic Methodology in History از ڈاکٹر فضل الرحمان	۱۵/۰۰	۱۲/۵۰
Quranic Concept of History از مظہر الدین صدیقی	۱۵/۰۰	۱۲/۵۰
الکندی — عرب فلاسفر (انگریزی) از پروفیسر جارج این آتیہ	۱۵/۰۰	۱۲/۵۰
امام رازی کا علم الاخلاق (انگریزی) از ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی	۱۸/۰۰	۱۵/۰۰
Alexander Against Galen on Motion از *Prof. Necholas Rescher & Michael Marmura*	۱۵/۰۰	۱۲/۵۰
Concept of Muslim Culture in Iqbal از مظہر الدین صدیقی	۱۲/۵۰	۱۰/-
The Early Development of Islamic Jurisprudence از ڈاکٹر احمد حسن	۱۸/۰۰	۱۵/۰۰
Proceedings of the International Islamic Conference ایڈٹ ڈاکٹر ایم ۔ اے خان	۱۲/۵۰	۱۰/۰۰
مجموعہ قوانین اسلام حصہ اوّل (اردو) از تنزیل الرحمن ایڈوکیٹ	-	۲۵/۰۰
ایضاً حصہ دوم ایضاً ایضاً	-	۲۵/۰۰
ایضاً حصہ سوم ایضاً ایضاً	-	۲۵/۰۰
ایضاً حصہ چہارم ایضاً ایضاً	-	۲۵/۰۰
تقویم تاریخ (اردو) از مولانا عبدالقدوس ہاشمی	-	۸/۰۰
اجماع اور باب اجتہاد (اردو) از کمال احمد فاروقی بار ایٹ لا	-	۲/۰۰
رسائل القشیریہ (عربی متن مع اردو ترجمہ) از ابوالقاسم عبدالکریم القشیری	-	۱۰/۰۰
اصول حدیث (اردو) از مولانا امجد علی	-	۹/۰۰
امام شافعی کی کتاب الرسالۃ (اردو) از مولانا امجد علی	-	۱۳/۵۰
امام فخر الدین رازی کی کتاب النفس و الروح (عربی متن) ایڈٹ از ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی	-	۱۵/۰۰
امام ابو عبید کی کتاب الاموال حصہ اول (اردو) ترجمہ و دیباچہ از مولانا عبدالرحمن طاہر سورتی	-	۱۵/۰۰
ایضاً ایضاً حصہ دوم ایضاً ایضاً	-	۱۲/۰۰
نظام عدل گستری (اردو) از عبدالحفیظ صدیقی	-	۵/۵۰
رسالہ قشیریہ (اردو) از ڈاکٹر پیر محمد حسن	-	۱۵/۰۰
Family Laws of Iran از ڈاکٹر سید علی رضا نقوی	-	۲۵/۰۰
دوائے شافی (اردو) امام محمد ترجمہ مولانا محمد اسمعیل گودھروی مرحوم	-	۱۰/۰۰
اختلاف الفقہاء از ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی	-	۲۰/۰۰
تفسیر ماتریدی ایضاً	-	۲/۰۰
نظام زکواۃ اور جدید معاشی مسائل از محمد یوسف گورایہ	-	۵/۵۰
The Muslim Law of Divorce از کے ۔ این احمد	-	۴۵/۰۰
The Political Thought of Ibn Taymiyah از قمر الدین خاں	-	۲۵/۰۰

۲ - کتب زیر طباعت

Islamic and Secularism in Post-Kemalist Turkey از محمد رشید فیروز

The Concept of Sunnah in The Muwatta of Malik B. Anas از محمد یوسف گورایہ

کتاب معدن الجواہر فی تاریخ البصرۃ والجزائر از ڈاکٹر حمید اللہ

الکندی و آراؤہ الفلسفیۃ از ڈاکٹر عبد الرحمان شاہ ولی

Regd No P 14 September 1973

Monthly **FIKR-O-NAZAR**

ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE

[illegible]